۳

۱۲ / ۱ / ۲۰۰۲
۲۴ ــــــــ ۹

۸۶/۲۵

* یوم عاشورہ کے اعمال وفضائل *

۱۔ روزہ رکھنا ۲۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا ۳۔ افطار کرانا ۴۔ غسل کرنا ۵۔ اثمد سرمہ لگانا ۶۔ بیمار کی عیادت کرنا ۷۔ پانی پلانا اگرچہ ایک گھونٹ ہو ۸۔ دن کو چار رکعت نماز اس طرح پڑھنا کہ سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں ۵ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا ۹۔ اپنے گھر والوں پر وسعت کرنا ۱۰۔ صدقہ کرنا

* فضائل *

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس نے محرم میں ایک روزہ رکھا اس کے لیئے ہر دن کے بدلے تیس۳۰ دن ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے محرم میں سے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اس کے لیئے دس۱۰ ہزار ملائکہ کا ثواب لکھا جاتا ہے اور دس۱۰ ہزار شہیدوں کا اور دس۱۰ ہزار حاجیوں کا اور دس۱۰ ہزار عمرہ کرنے والوں کا ثواب بھی مروی ہے جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا تو ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درجہ بلند ہوگا اور جس نے یوم عاشورہ کے دن کسی کو بھی افطار کرایا تو گویا اس نے پوری امت محمدیہ کو افطار کرایا اور شکم سیر کر دیا۔

دوسری جگہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا تو اس کے لیئے ساٹھ سال کے روزوں کا اور قیام کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے چالیس سال کا کفارہ ہے گویا اس نے سال کے فوت شدہ روزوں کو پالیا اور جو اس دن غسل کرے پورا سال بیمار نہ ہو سوائے مرض الوفات کے اور جو اس دن اثمد سرمہ لگائے تو پورے سال آنکھ نہ دکھے اور جو کسی کو ایک گھونٹ پانی پلا دے تو گویا اس نے پلک جھپکنے کے بقدر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی اور مذکورہ ترتیب کے مطابق چار رکعت نماز پڑھنے پر پچاس سال گزشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ معاف ہونگے اور اس کے لیئے ملاء اعلیٰ میں ایک ہزار نور کے مکانات ہوں گے۔

اور جس نے اس دن اپنے گھر والوں پر وسعت کی تو اللہ رب العزت اس پر پورا سال وسعت کریں گے اور جس نے صدقہ کیا گویا اس نے سال کے فوت شدہ صدقات کو پالیا۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان دین محرم الحرام کے بارے میں مذکورہ فضائل کے بابت آیا یہ احادیث صحیح ہیں یا ضعیف یا موضوع؟ اور فضائل میں ان کا بیان کرنا کیسا ہے؟ براہ مہربانی دلائل وحوالہ جات کے ساتھ تصریح فرمائیں۔ نیز اگر جواب اسی صفحہ پر تحریر فرمادیں تو عین نوازش ہوگی۔

(طالب العلم میر زمان مدرسہ عربیہ رائیونڈ)

"جواب ورق کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

حدثنا ابو الفضل محمد بن ناصر من لفظه وکتابه مرتين........ عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله إفترض على بني اسرائيل صوم يوم في السنة يوم عاشوراء، وهو اليوم العاشر من المحرم، فصوموه و وسعوا على اهليكم فيه ....

ومن صلى اربع ركعات يقرأ في كل ركعة الحمد مرة وخمسين مرة قل هو الله أحد غفر الله خمسين عاما ماضيا وخمسين عاما مستقبلا و بنى له في الملأ الأعلى ألف ألف منبر من نور، و من سقى شربة من ماء فكأنما لم يعص الله طرفة عين.........

ومن تصدق بصدقة يوم عاشوراء فكأنما لم يرد سائلا قط، و من اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض مرضا إلا مرض الموت، ومن إكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عيناه تلك السنة كلها.......... ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف حاج و معتمر، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف شهيد........"

(حديث آخر): أنبأنا عبد الله بن على المقرى..........

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة بصيامها وقيامها ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف ملك، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف حاج و معتمر، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف شهيد...............ومن أفطر عنده مؤمن في يوم عاشوراء فكأنما أفطر عنده جميع أمة محمد.............. ومن مسح على رأس يتيم رفعت له بكل شعرة على رأسه في الجنة درجة................

استفتاء میں ذکر کردہ تمام فضائل کی بنیاد حضرت ابو ہریرۃ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی مذکورہ دو احادیث پر ہے، (سوائے فضیلت نمبر ایک کے کہ اس کے بارے میں ہم بعد میں محدثین کا کلام پیش کریں گے) اور مذکورہ دونوں حدیثوں کو علامہ ابن جوزیؒ نے موضوع قرار دیا ہے چنانچہ پہلی حدیث کے بارے میں وہ فرماتے ہیں "ھذا حديث لا يشك عاقل في وضعه" کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی عقل مند شک نہیں کرتا۔

Scanned by CamScanner

اور دوسری حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں "هذا حديث موضوع بلا شك" کہ یہ حدیث بلا شک وشبہ موضوع ہے آگے فرمایا کہ:

قال أحمد بن حنبل: كان حبيب بن أبي حبيب يكذب. و قال ابن عدی: كان يضع الحديث ......
وقال أبو حاتم أبو حبان، هذا حديث باطل لا أصل له قال: وكان حبيب من أهل مرو يضع الحديث على الثقات لا تحل كتب حديثه إلا على سبيل القدح فيه
(موضوعات ابن جوزی ۲/ ۱۱۳، ۱۱۵)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی نقل کردہ عبارات سے معلوم ہوا کہ مذکورہ دونوں حدیثیں موضوع ہیں، لہذا ان میں ذکر کردہ فضائل کو بیان کرنا درست نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ "من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار" وعید کا مصداق قرار نہ پائیں۔

اس کے علاوہ مذکورہ دونوں احادیث کو "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن احادیث الشنیعۃ الموضوعۃ" میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں دوسری حدیث کے بارے میں فرمایا "وفي الثاني ابن الصباح وضاع. والله أعلم"۔ اور پہلی حدیث کے بارے میں فرمایا (ابن الجوزی) من حديث أبي هريرة رضي الله عنه وقال: رجاله ثقات، فالظاهر ان بعض المتأخرين وضعه وركبه على الاسناد. (جلد ۲/ ۱٤۹، ۱۵۰، ۱۵۱، المكتبة العلمية)

علاوہ ازیں مذکورہ احادیث میں بعض فضائل یوم عاشوراء سے متعلق دیگر کتب میں متفرق طور پر مروی ہیں اس کے لیئے مندرجہ ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا......
قال الحاكم: لم يرد فيه شئ عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسين. إنتهى وفي بعض كتب الحنفية ما نصه يكره الكحل يوم عاشوراء لأن يزيد او ابن زياد إكتحل بدم الحسين وقيل بالاثمد لتقر عينه بقتله. انتهى والله اعلم (تنزيه الشريعة: ۲/ ۱۵۷)

وفي لسان الميزان: والحديث المذكور اورده ابن الجوزي في "الموضوعات" وأوله "ان الله افترض على بني اسرائيل صوم يوم في السنة يوم عاشوراء ......" فساقه مطولاً

Scanned by CamScanner

وقال ابن الجوزی: ھذا حدیث لا یشك عاقل فی وضعہ۔
(لسان المیزان: ۷/ ۳۷۷، دارالبشائر الاسلامیۃ)

"من صام یوم عاشوراء کتب اللہ لہ عبادۃ ستین سنۃ" فھذا باطل ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ (ص: ۲۹۷)

اسی طرح ملاعلی قاری رحمہ اللہ "الاکتحال فی یوم عاشوراء" والی حدیث کے بارے میں فرمایا ہے۔ "رواہ الحاکم وغیرہ عن ابن عباس مرفوعا، وقال الحاکم: انہ منکر، وقال السخاوی: بل ھو موضوع، أوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات قالہ الحاکم: والاکتحال یوم عاشوراء لم یرو عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فیہ أثر، وھو بدعۃ ابتدعھا قتلۃ الحسین رضی اللہ عنہ (الموضوعات لملاعلی قاری ۲۲۲)
(کذا فی المقاصد الحسنۃ، ۴۶۲ دارالکتب العلمیہ)

فیض القدیر میں بھی اکتحال والی حدیث کو موضوع فرمایا گیا ہے
(۱۱/ ۵۶۹۲ مکتبہ نزار مصطفی باز)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث جس کو ہم نے شروع میں نقل کیا ہے، ذکر کیا ہے اور اس کے بارے میں محدثین کا کلام نقل فرمایا ہے، کہ یہ حدیث موضوع ہے، أحادیث اکتحال کے بارے میں فرمایا "بل ھی موضوعۃ"۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے بارے میں صفحہ ۷۸ پر محدثین کا کلام نقل فرمایا کہ وہ حدیث بھی موضوع ہے۔
(مجموعۃ رسائل اللکنوی، رسالۃ الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، ۵/ ۷۹، ۸۰ ادارۃ القرآن کراتشی)

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ محرم الحرام میں یوم عاشوراء کے متعلق آپ نے جن اعمال کے جن فضائل کا تذکرہ کیا ہے، وہ تمام کے تمام موضوع روایات سے ثابت ہیں، لہذا ان کو بیان کرنا درست نہیں ہے، خود بھی اس سے اجتناب کیا جائے اور دوسروں کو بھی اچھے طریقے سے نرمی کے ساتھ سمجھا دیا جائے، تاکہ لوگوں میں بے بنیاد اور بے اصل باتیں آپ کی طرف منسوب کرکے پھیلانے کی وعید سے بچا جائے، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

البتہ یوم عاشوراء سے متعلق بعض اعمال جو قابل احتجاج احادیث سے ثابت ہیں ان پر عمل کرنا اور دوسروں کو بتانا جائز بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے، لیکن ان کو بھی اپنے درجے سے بڑھانا جائز نہیں ہے، جیسے روزہ ہے دس محرم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ رکھنا ثابت ہے اور یہ سنت ہے آپ نے اس پر مواظبت فرمائی ہے، اور مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نویں یا گیارویں تاریخ کا روزہ بھی ملا دیا جائے،

Scanned by CamScanner

اور اس کی صحیح فضیلت جو حسن درجہ میں ثابت ہے یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس کیلئے مندرجہ ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

حديث أبي قتادة: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صيام يوم عاشوراء، فقال: يكفر السنة الماضية. أخرجه مسلم وغيره وفي رواية ابن ماجة: "صيام عاشوراء أني أحتسب على الله أن يكفر السنة التي بعده".

وحديث ابن عباس رض: "ان النبي صلى الله عليه وسلم صام عاشوراء، وأمر بصيامه" أخرجه البخاري ومسلم.

وحديث أبي سعيد الخدري رض مرفوعا: "من صام يوم عرفة غفر له سنة أمامه وسنة خلفه، ومن صام عاشوراء غفر له سنة" اخرجه الطبراني باسناد حسن.

قال العلامة اللكنوي رحمه الله: وبهذه الأحاديث القولية والفعلية اتفق العلماء على استحباب صيام يوم عاشوراء، بل سنيته لثبوت المواظبة النبوية عليه واستحباب ان يضم معه صوم يوم التاسع أو الحادي عشر.

(مجموعة رسائل اللكنوي: ٥/٧٧، الآثار المرفوعة، ادارة القرآن كراچی)

اس طرح احادیث توسع علی العیال بھی احادیث سے ثابت ہے، اگرچہ وہ بھی سنداً ضعیف ہیں مگر تعدد طرق کی وجہ سے وہ قابل للاحتجاج ہیں اور حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہیں، یعنی اس پر عمل کرنا اور بیان کرنا جائز ہے مگر بیان کرنے میں اس بات کو بھی بیان کرنا چاہیئے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اگرچہ تعدد طرق کی وجہ سے اس پر عمل کرنا درست ہے۔

من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر سنته (طب)

من حديث ابن مسعود .... وقد ورد من حديث أبي هريرة رض وابن مسعود رض أسانيدها ضعيفة ولكنها إذا ضم بعضها إلى بعض أخذت قوة. انتهى ....

وقال ابن حبيب أحد أئمة المالكية .... وهذا من

Scanned by CamScanner

الامام الجليل دليل على ثبوت الحديث عنده -

(قلت) وقول الامام "لا يصح" لايلزم منه ان يكون باطلا كما فهمه ابن القيم . فقد يكون الحديث غير صحيح وهو صالح للاحتجاج به أن يكون حسنًا . والله أعلم .

(تنزيه الشريعة المرفوعة عن أحاديث الشنيعة الموضوعة ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸ مكتبه علميه بيروت)

ومن وسع على عياله ....

رواه الطبراني ، والبيهقي في الشعب وفضائل الأوقات، وابو الشيخ ، عن ابن مسعودؓ والأولان فقط عن أبي سعيدؓ والثاني فقط في الشعب عن جابر وابي هريرةؓ ، وقال: إن اسانيده كلها ضعيفة ، ولكن إذا ضم بعضها إلى بعض أفاد قوة ....

(المقاصد الحسنة : ٤٩٤ دار الكتب العلمية بيروت)

جس حدیث کے بارے میں ہم نے کہا تھا کہ اس کے بارے میں ہم بعد میں محدثین کا کلام نقل کریں گے ، اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

استفتاء میں پہلے نمبر میں جس حدیث کا تذکرہ کیا گیا تھا اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہے۔

"من صام يوم عرفة ، كان له كفارة سنتين ، ومن صام يومًا من المحرم فله بكل يوم ثلاثون يوما" یہ حدیث بھی مختلف کتب حدیث میں مذکور ہے۔ لیکن ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے اس پر موضوع ہونے کا حکم لگا یا ہے ، اس کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

موضوع ، أخرجه الطبراني في المعجم الصغير (ص ، ۲۰۰) من طريق الهيثم ابن حبيب ثنا سلام الطويل عن حمزة الزيات عن ليث ابن أبي سليم عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعا ، وقال : تفرد به الهيثم ابن حبيب.

قلت: إتهمه الذهبي بخبر باطل وذكره ابن حبان في الثقات وسلام الطويل متهم ، وابن أبي سليم ضعيف. والحديث أعله الهيثمي - بالهيثم هذا وهو قصور لا يخفى وأعجب منه قول المنذري في الترغيب (۱/ ۷۸)

رواه الطبراني في الصغير وهو غريب وإسناده لا بأس به وهذا ذهول عجيب، وإلا فكيف يسلم من البأس إذا كان فيه ذلك المتهم الطويل! قال فيه ابن خراش: كذاب. وقال ابن حبان: يروي عن الثقات الموضوعات، كأنه كان المعتمد لها.

وقال الحاكم: روى أحاديث موضوعة. والحديث رواه الطبراني أيضًا في الكبير — من هذا الوجه بالشطر الأول فقط، وهذا القدر منه صحيح لأن له شواهد كثيرة........ (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، ١/ ٥٩٦، ٥٩٧ مكتبة المعارف للنشر والتوزيع) فقط.

والله أعلم بالصواب

كتبه. لياقت علي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

٢٩ محرم الحرام ١٤٣٠هـ

الجواب صحيح

الجواب صحيح

[illegible]

[illegible]

٢/١/٣٠هـ

[illegible]